اوقاف کا قیام
کی مسائل کا بہترین شرعی حل

مولانا راشد حسین ندوی (بھارت)

۱۔ مطلقہ اور بیوہ عورتوں کے لئے اوقاف

فقراء اور مساکین پر وقف کرنے کی مثالیں ہمیں ہر دور میں کثرت سے مل جائیں گی، لیکن مطلقہ اور بیوہ عورتوں پر الگ سے وقف کرنے کی مثالیں عام طور سے نظر نہیں آئیں گی، اس لئے کہ اسلامی قانون وراثت اور قانون نفقات کی موجودگی میں اس کی مطلقا کوئی ضرورت نہیں تھی، مطلقہ اور بیوہ اگر مالدار گھرانہ کی ہوتی تھی تو اس کی وراثت ہی میں اتنا کچھ مل جاتا تھا کہ وہ مستغنی ہو جاتی تھی، جن کو وراثت کا مال ناکافی ہوتا تھا اور کچھ دقت ہوتی تھی ان کے لئے نفقات کا مستقل ایک ضابطہ تھا، جس کے تحت اقارب پر اس کی خبر گیری لازمی تھی، اس کی تفصیل علامہ ابن نجیم سے سنئے:

''ولقریب محرم فقیر عاجز عن الکسب بقدر الارث لو موسرا، ای وتجب النفقة للقریب الی آخرہ،، (البحر الرائق ۴/ ۲۰۹)

''وقید عن الکسب وھو بالانوثة مطلقا وبالزمانة ونحوھا فی الذکر، فنفقة المراة الصحیحة الفقیرہ علی محرمھا، فلا یعتبر فی الانثی الا الفقر،، (ایضا/ ص ۲۱۰)۔

(کمائی سے عاجز ذی رحم محرم نادار کا نفقہ اس کو مالدار فرض کرکے وراثت کے بقدر واجب ہوتا ہے، کمائی سے عاجزی کی جو قید لگائی ہے وہ عورتوں میں مطلقا رہتی ہے اور مرد میں معذوری اور نابینا وغیرہ ہونے پر ہوتی ہے، اس طرح تندرست محتاج عورت کا نفقہ اس کے محرم پر واجب ہو جاتا ہے اور عورت میں صرف محتاجی کا اعتبار کیا جاتا ہے)۔

لیکن موجودہ دور میں صورت حال میں بڑی تبدیلی آچکی ہے، اسلام کے قانو[illegible] کو نظر انداز کر کے عورتوں کو میراث سے محروم رکھا جا رہا ہے، خاص طور سے اتر پردیش (انڈیا) [illegible]ل میں (جہاں اس قانون پر عمل کرنے میں کچھ قانونی رکاوٹیں بھی ڈال دی گئی ہیں) اس قانون پر عمل کرنے والے انگلیوں

پر گنے جاسکتے ہیں۔

اور قانون نفقات پر عمل تو بالکل ہی ختم ہوگیا ہے، اقارب بیوہ عورتوں اور مطلقہ خواتین کی خبر گیری کرتے بھی ہیں تو اپنی دانست میں احساناً وتبرعا کرتے ہیں ،واجب جان کر نہیں اور خاصی بڑی تعداد تو اس ''احسان،، کی بھی ضرورت نہیں سمجھتی ،کچھ لوگ ''زبان خلق،، کے خوف سے اوپری دل کے ساتھ کچھ کرنا بھی چاہتے ہیں تو ''بے چارے،، اپنی بیویوں کے عتاب کے ڈر سے اپنے کو معذور پاتے ہیں ،نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی خبر گیری کی برکات سے یہ لاچار عورتیں اسی وقت مستفید ہوسکتی ہیں جب غیرت وخودداری کا خون کردیں اور عزت نفس کا جنازہ نکال دیں۔

ہماری اصل ذمہ داری یہ ہے کہ اسلامی قانون وراثت اور نفقات جاری کرنے کی کوشش کریں یہ مسئلہ تاکہ مستقل طور پر حل ہوجائے ،لیکن درمیانی مدت کے لئے یہ بھی مناسب شکل ہوسکتی ہے کہ اوقاف کے ذریعہ ان کا معاشی تکفل کیا جائے ،فقراء ومساکین پر کئے جانے والے عام اوقاف سے بھی ان کے زخموں پر مرہم رکھا جاسکتا ہے اور مستقل اوقاف کے ذریعہ بھی۔

۲۔ تعلیمی مقاصد کے لئے اوقاف

علماء دین عصری علوم کی طرف بھی توجہ دیں

علماء دین نے دینی مراکز کے قیام کو اپنا مقصد بنایا اور اس کے ذریعہ تحفظ دین اور دعوت وتبلیغ کا کام انجام دیا ،انہیں اس میدان میں بھرپور کامیابی ملی اور اس میدان میں کوئی واقف شخص کسی کوتاہی کا شکوہ نہیں کرسکتا ،ہمارے ان اسلاف نے (اللہ ان کے مراقد کو نور سے بھردے) پورے ہندوستان میں مدارس ومکاتب کا جال بچھا دیا ،لیکن ان حضرات نے علوم عصریہ کے مراکز قائم کرنے میں نہ دلچسپی دکھائی اور نہ اس کی ضرورت سمجھی اور اس وقت یہی مناسب اور مفید بھی تھا تاکہ دانشوران قوم کو اپنے جوہر دکھانے کا بھرپور موقع مل سکے۔

لیکن یہ تجربہ بڑا تلخ رہا ہے ،علماء کے دلچسپی نہ لینے کے سبب عصری علوم کے میدان میں مسلمان ابناء وطن سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں ،جبکہ علوم دینیہ میں اس طرح کا شکوہ نہیں کیا جاسکتا ،اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے [illegible] فی صد نوجوان کالجوں میں جاتے ہیں اور بمشکل ۲۰ فی صد مدارس دینیہ میں آتے ہیں

فقہ ۔ م م نادان دھد زمام مراد ......☆......تو اھل فضلی ودانش، ھمین گناھت بس

(یہ تعداد ظنی ہے، اندازہ اس سے بھی بڑے فرق کا ہے) لیکن جس کثرت سے دینی علوم کے ماہرین ہمیں ہر طرف مل جاتے ہیں، مسلم ڈاکٹرس وکلاء اور مسلم انجینئر اس تعداد میں نظر نہیں آتے۔ (یہ بات ہندوستان کے حوالے سے کہی جارہی ہے)

لہذا علماء دین کے لئے ضروری ہے کہ اس میدان کی طرف بھی توجہ دیں تا کہ عصری علوم میں بھی ہم اتنی ترقی کرلیں کہ دنیا کی ضرورت بن جائیں اور ہمارے بغیر سائنس، ٹکنالوجی، انجینئرنگ، میڈیسن، سرجری اور دوسرے اعلی علوم کا گلشن بے رونق اور سونا معلوم ہو، اس کے لئے ان شعبہ ہائے علم سے متعلق مراکز کا قیام اوقاف کے ذریعہ ہونا چاہئے۔

۳۔ مریضوں کے لئے اوقاف

تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے عہد عروج میں شہر شہر شفاخانوں کا جال بچھایا، جہاں ہر طرح کی بیماریوں کا علاج ہوتا تھا، بہت سے شفاخانے جانوروں کے علاج کے لئے مخصوص تھے، بعض سنگین بیماریوں کے شفاخانے مستقلا ان سب کے علاوہ تھے اور عام طور سے ان شفاخانوں کے مصارف ان اوقاف سے پورے کئے جاتے تھے جو مسلمانوں نے شفاخانوں ہی کے لئے خاص طور سے کرر کھے تھے (تفصیل کے لئے دیکھئے: مجلۃ البحوث الفقہیہ رجب شعبان رمضان ۱۴۱۵ھ)۔

لیکن افسوس کی بات ہے کہ دوسرے امور کی طرح اس امر میں بھی مسلمان آج پستی کا شکار ہو گئے ہیں، عیسائی مشنریاں بظاہر خدمت خلق کے جذبہ سے لیکن بباطن تبلیغی اور تبشیری مقاصد سے جگہ جگہ ہزاروں اسپتال کامیابی سے چلارہی ہیں اور شاید یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ بڑی حد تک اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کررہی ہیں، لیکن کم ہی ایسے ملی اسپتال اور قابل ذکر شفاخانے ہوں گے جو مسلمانوں کے زیر انتظام کامیابی سے چل رہے ہوں، پہلی بات تو ان اسپتالوں کی تعداد ہی بہت کم ہے اور جو ہے بھی وہ اس لائق نہیں قرار دیئے جاسکتے کہ بطور مثال ان کا ذکر کیا جائے۔

البتہ کچھ ایسے پرائیوٹ اسپتال اور نرسنگ ہوم کامیابی سے ضرور چل رہے ہیں جن کو مسلم ڈاکٹروں نے تجارتی مقاصد سے قائم کررکھا ہے۔

اس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ کوئی بھی اسپتال اسی وقت کامیاب ہوسکتا ہے جب وہ کسی ڈاکٹر کے

زیر انتظام ہو، لہٰذا اسپتالوں کے قائم کرنے سے پہلے ضروری ہوگا کہ ملی درد رکھنے والے ڈاکٹرس سے رجوع کیا جائے اور ان کے مشوروں سے کام کو آگے بڑھایا جائے، ورنہ اس مد میں قائم کئے جانے والے اوقاف خواہ مخواہ ضائع ہو جائیں گے۔

جہاں تک کینسر اور ایڈز جیسے امراض کے لئے معیاری اسپتال قائم کرنے کا تعلق ہے تو اس کے لیے اسی وقت کوشش کی جائے جب عام نوعیت کے طبی مراکز پوری طرح کامیابی سے ہمکنار ہو چکیں، پھر زینہ بزینہ ترقی کرتے ہوئے مخصوص اور سنگین امراض کے مراکز بھی قائم کرنا آسان اور ممکن ہو جائے گا۔

۴۔ تحفظ شریعت اور دعوت دین کے لئے اوقاف

دشمنان اسلام نہایت ہی منصوبہ بند طریقہ سے اپنے باطل خیالات نیز دین اسلام کے متعلق طرح طرح کے شکوک وشبہات پھیلا رہے ہیں اور اس کے لئے ہر ممکن ذریعہ اور وسیلہ کو اختیار کر رہے ہیں۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ اس محاذ پر بھی ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا جائے اور ہر ممکن اور جائز ذریعہ سے ان کے زہر کا ازالہ کیا جائے، اوقاف کے ذریعہ بلاشبہ یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے۔

اوقاف کو ثمر آور کیسے بنایا جائے

احقر کے خیال میں بہتر یہ ہوگا کہ اس کے لئے ماہرین اقتصادیات سے مدد لی جائے، پھر اوقاف کی شرائط کی روشنی میں ان کے مشوروں کے مطابق اوقاف کو زیادہ ثمر آور اور نفع بخش بنانا انشاء اللہ ممکن ہو سکے گا۔

☆☆☆☆☆

ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون
فی بطونهم نارا وسیصلون سعیرا......

☆☆☆

یا ایها الذین آمنوا
ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون من اموال
الناس بالباطل ویصدون عن سبیل الله..........

گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی — چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی